
AKHBAR
OUDH PUNCH
LUCKNOW
VOLUME IX
1924
TO DICTATE UNTO OTHERS
अखबार
लखनऊ
ہفتہ وار باتصویر
M.B.KHAN ARTIST
LUCKNOW

حیدرآباد دکن کا مشہور ماہوار رسالہ

تاج

[illegible]

علم ادب کی روح پرور خوشبو سے

[illegible]

منیجر تاج ... حیدرآباد دکن سے طلب کیجیے

لوگوں کی آواز

[illegible]

وید شاستری منی شنکر گوبند جی جام نگر کاٹھیاوار

گردوں کے لیے اکسیر جیسی ...

[illegible]

المشتہر: بہاری لال ... منیجر کارخانہ ...

مقبول خاص و عام

تمباکوے خوردنی

پتی! گولی!! قوام!!!

پتہ ذیل سے طلب کیجیے

سید مرتضیٰ خاں تاجر تمباکوے

نخاس ... لکھنؤ

فہرست مفت

ایک فلسفی

یعنی

مرحوم مولوی کرامت حسین صاحب ... کی

کے کارآمد اخلاقی مضامین و معارف تصنیفات ہیں

جنھوں نے اردو زبان کو علمی بنا دیا ہے ملک کے

ہر ایک بچہ کو پڑھنا چاہیے اور کام کا آدمی بنانا ہے اگر

خود پڑھیے تو زندگی کی قیمت بڑھ جائے۔

علم الاخلاق ... اسکول کے کورس میں داخل

تھی اردو ... حیدرآباد دکن کے نصاب تعلیمی

میں شامل ہے قیمت ... محصول ڈاک ...

[illegible]

زائد خریداروں کو معقول کمیشن دیا جائے گا

المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

فرنچ طلا

کمی، لاغری اور کمزوری کے لیے نفع بخش ...

قوت پیدا کرتا ہے۔ خوشبودار اور لذیذ بھی ہے

تندرست اور معمولی مریضوں کے لیے عجیب ...

لگانے سے کوئی تکلیف نہیں ہوتی ہے اور

روز اول کیفیت خاص محسوس ہوتی ہے قیمت ...

(پانچ روپیہ) نمونہ کا بکس صرف ... محصول ڈاک

مارٹل اینڈ کمپنی پوسٹ بکس ۹۳ رنگون برما

سیاحت ظریف

یعنی

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی

کا

منظوم سفرنامۂ عراق

عجیب دلچسپ نظم ہے پڑھیے اور شاعر کی شاعرانہ

استادی سے فائدہ اٹھائیے۔ قیمت فی جلد ۱ر

... وی پی یا منی آرڈر بھیجئے۔

المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

سرکار سے رجسٹری کیا ہوا!!

...

بال ... کی دوا

[illegible]

دردِ گردہ ... کی دوا

[illegible]

... کی ضرورت ہے

چابک ... سپارک کمپنی متھرا

قصہ ہے یا ظرافت کی جان

... آج تک اس قصہ کا مثل نہیں ہے

جھیپو!

یہ ... ظرافت قصہ اودھ پنچ کے ساتھ مسلسل ...

ہوتا رہا ہے، اس کے ... بطور رسائل ... مرتب

کیے گئے ہیں ... ابتداء ... سے جو حضرات

اودھ پنچ کے خریدار ہیں انھوں نے مسلسل مطالعہ

کر لیا ہوگا لیکن ... اور ... خریداران

اودھ پنچ قصہ کی ابتداء سے ناواقف ہوں گے

یہ مرتب ... اشتیاق کو پورا کر سکتا ہے

قیمت ... علاوہ محصول ڈاک ...

المشتہر

منیجر اخبار اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۹ — نمبر ۴۴

مضامین غیر

یکشنبہ ۱۶ نومبر ۱۹۲۴ء

عہد

دیرے کے چنے چبائیں گے ہم
راگ اپنا ہی پھر بھی گائیں گے ہم

ٹھانی ہے جو۔ کر کے دکھائیں گے
سوتا فتنہ جگائیں گے ہم

باتوں کے دھنی ہیں دھن کے پکے
کہتے ہیں جو کر دکھائیں گے ہم

اُس بُت سے کرینگے قطع اُلفت
اُلٹی گنگا بہائیں گے ہم

ہوگا جب دور خواب خرگوش
آدمی دُنیا ہلائیں گے ہم

بھولا ہے رقیب کس پہ۔ شیرے
ان اُنگلیوں پر نچائیں گے ہم

دربان رو کے رقیب رو کے
اُس در پہ ضرور جائیں گے ہم

بوسہ اُس جنگجو کا لے کر
شمشیر گلے لگائیں گے ہم

سن کر اس بے وفا کی باتیں
گو جہل ہے آزمائیں گے ہم

پتھر سینے پہ رکھ کے اپنے
سختی ہر ایک اُٹھائیں گے ہم

کتنا ہی ستائے جائیں لیکن
ہرگز نہ کبھی ستائیں گے ہم

میخانہ پہ کر کے حکمرانی
سکہ خطبہ چلائیں گے ہم

اک تارے کو بجا کے گھر گھر
ہر ایک کو یہی سنائیں گے ہم

سینے کو چمن بنائیں گے ہم
گل کھائیں گے گل کھلائیں گے ہم

ندیم

رندانہ بڑ

ہم مست ... نہیں ہوش کی غم کی جام کی
کیسی بنی ہے طبیعت رند ہے آشام کی

دور رہنا چاہیے صحبت سے ہر بد نام کی
دختر رز ہرجائی ہے کب یہ جانے کام کی

رند مشرب ہیں ہم ہے بجھے کیوں شیخ جی یہ محتسب
آنکھ کیوں دکھلائے گا تفہیم اور افہام کی

پی کے جام حسرت سرشار ہیں سب رند آج
اب نہیں پروا انھیں کچھ قید کے الزام کی

یوسف مصر وطن ہیں رہ چکے زنداں میں بھی
ہر زلیخائے حکومت کی دعوت سام کی

پیتے ہیں وہ مے جو ہر مذہب میں لکھی ہے حلال
سب چکھنے کے لیے دیدے ہے دشت از بام کی

شیشہ پر شیشہ چڑھاتے رہتے ہیں اور خم پر خم
دن کو بھی ہے مگر ہر دم خبر انجام کی

خیر میں یہ بیٹھا حُبِّ وطن کے شکر نہیں
تشنگی حب ہیں ہم ... لگے نام کی

کہتے ہیں جو دل میں آتا ہے نہیں پابند کچھ
ماہ کیا رو کے سے رُکتی ہے کہیں ... کی

اعتقادِ مذہب قومی ہے رہنا بہ خیر
سبزہ دستار ہاں کے جامۂ احرام کی

ندیم

پیٹ اور دوزخ

مولانا الشیخ عبید اللہ دردوالشیخ ۲۰ جی مدتوں کے بعد پھر میرے شتر تخیل نے گردن اُٹھائی اور جولانگاہ ذہن میں جست و خیز اور تگ و تاز کی عظام کے کوہستانی سلسلوں کو طے کرتا ہوا مغز کی دلدل اور رطوبات کے دریاؤں کو سمیٹتا ہوا خشک دماغی کے ریگستان کو لات مارتا ہوا ذرہ دلی کی پگڈنڈی پر پڑی جاتے ہوئے سیدھا منزل مقصود پر پہنچا الحمدللہ اتنا سا دماغ جو اخروٹ کی گری کا جتا ... کیے جانے کا مستحق ہے اس میں یہ فتنہ ربی اور یہ لعیدلا یابی استعداد عظیم الجثہ ضخیم الجسد زات اور اتنا سا دماغ بس دریا... دواں کو کوزے میں بند کر دیا ہے یا یوں کہوں کہ اونٹ کو خربوزے میں بند کر دیا ہے دُنیا اپنے زچہ خانے سے کر آج تک جبکہ بحمد اللہ سے آدمیت لینا آ گیا ہے جیسی اور خیر چیمی میں تیز پیدا ہو گئی ہے زمانہ کی ترقی کے ساتھ اب اتنا ہوا ہے کہ قدم کا قدیم چھوٹا سا خوشہ کی ضرورت کی اور ... ملا ان تمام اور تفاوت تک وہ ذہنی تحقیق سے غافل نہیں اور ہمیشہ تحقیق کرتی جاتی ہے اس میں بعیدانہ غور کریں سمجھتی ہیں ان کا ذکر نہیں ڈاروِن کی تحقیق کا درخت اس کل جیتا کہ مسئلہ ارتقا نے میمونیت کا لباس ترک کھسوٹ کے الگ پھینکا اور اچھا خاصہ مرد آدمی بن گیا مرد نے جب یہ سنا کہ اسکے ورث اعلٰے حضرت بندر ہیں وہ غصہ میں پاجامہ سے باہر ہو گئے جھٹ پٹ بجلی بن عورت بن گئے پہلے ترقی کا زینہ الگ کر دیا گیا اور حسین نازک اندام نازنین جسکا دوسرا نام عورت ہے بن گئی۔ ایک صاحب اُٹھے انھیں یہ خیال پیدا ہوا کہ پکا ہوا سیب زمین پر کیوں گرتا ہے آسمان پر کیوں نہیں جاتا۔ غرض نے کشش اجسام کے مسئلے تحقیق کر لیے اور ذہنی محنت کا پھل پا یا یہیں سے یہ مطلب بھی ظاہر ہو گیا کہ عورت کا سیب ذقن رمان ... کیوں دل پر گر کے چوٹ دیتے ہیں یہ بھی کشش اجسام والا مسئلہ اور یہ کہ آدمی مٹی سے بنا ہے بس یہی ارضیت کھینچ لاتی ہے۔ بھلا ان تحقیقات کو دیکھوں اور میں چپ رہوں میں نے سیڈم ڈسکوری کے وصل کی خواہش کی اور اس خار و اروادی کو آخر طے کر ہی کے چھوڑا کسیاں بیچ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اگر ابوایوب الشخاص یہ حضرت خسرند ہوتے تو سیڈم ڈسکوری کا وصل محال تھا۔

(پہیری تحقیق)

سب سے پہلے میں نے اس مخلوق اعظم کے قد بالا پر نظر ڈالی مجھے کچھ پتا چلا گردن دراز پر سرسری نظر کی کچھ نہ معلوم ہوا مٹھی کی کھاڑی زین ذ...

مگر پردۂ وصل میں وہ بے نقاب مجھے آخر تک
لے کر پہونچ گیا اور بہشت کی وضع میں میں نے مسکرا
کر سوالا جبیر مشتاق وعراق کے نازک پردے
اٹھتے ہوئے مجھے نظر آئے۔ مگر الٰہی تیری پناہ
دوچار دوری کے بعد وصل۔ یہاں تک پہونچ کر
مجھے معلوم ہوا کہ آپ کے بطن مقدس میں سات
تھیلیاں ہیں جنہیں آپ بالکل بھر لیا کرتے ہیں
اور ان تھیلیوں کو وقت ضرورت ریگستانی سفر
میں استعمال فرماتے ہیں۔ ان باتوں کو دیکھ کر میں نے
اس قادر و توانا کی قدرت کا مرقع ایک حیرت خیز
نظر ڈالی اور انظر الی الابل کیف خلقت پڑھتا
ہی تھا کہ ایک دوسری آیت زبان پر جاری
ہو گئی یعنی لہا سبعۃ ابواب کا خیال آیا اور
دوزخ کے سات دروازے جا و سامنے پھیلائے
ہوئے پیش نظر ہو گئے اور بطن مقدس کی سات
تھیلیاں اس دوزخ کی آگ پر کچھ بھوسی ڈالنے
لگیں پہلے ان دونوں آیتوں سے ریجاب کہ اگر
مس ڈسکوری جیسے لگیں اور معلوم ہو گیا کہ ابھر
دم بیعت سے درند پیٹ کو دوزخ کون کہتا اور
کیونکر پیٹ دوزخ کہا جا سکتا تھا اب یہیں سے
یہ بھی نتیجہ نکال لیجیے کہ دوزخ میں مال حرام کھانے
والے اور بطن مقدس میں مال حرام۔

عاشوق شتر غمزہ

دوالی کا تماشا

دربان صنم خانہ سیان اور وہ پیچ تسلیم چراغ
قمر وعقل کی روشنی کچھ ایسی مدھم ہو گئی ہے کہ ہر طرف
ظلمت ہی ظلمت نظر آتی ہے جب یہ اندھیرا ہے تو
دلوں کی سیاہی کیوں نہ بڑھے۔ نہ جانے دربانوں نے
جس طرح خط ابیض کا رنگ اڑا دیا ہے۔ میری
دعا تھی کہ دل بھی اسی طرح حجر الاسود کا رنگ اختیار
کرتے لیکن یہاں کی تیرگی ظلمات کو بھی مات کرتی
ہے اور دربار ہند میں سواد عقش کی جھلک نظر آتی
ہے۔ ہر کا آدمی مولیوں کی طرح پل کی لیتا ہے۔

اب پہنچے کہ کل جب ہی شب نے اپنی زلف عنبرفام
کھولی تو میاں قنبر اور کالے خاں نے کالی پوشاکیں
گلے میں ڈالے ہوئے تیل کے دیوں کی لے۔ صلاح یہ
ٹھہری کہ چلیے دیکھیے زمانہ دیوالی کا تماشا۔ واہ واہ
چراغوں کی قطاریں تھیں کہ ہزارے کی باڑھیں
جس طرف نگاہ کی ایک نیا رنگ نظر آیا۔ مکانوں
کے ستون سرو چراغاں بنے ہوئے تھے۔ قربان اس
بہار کے چراغوں سے پھول جھڑتے نظر آئے۔ وہ
چرخ شاخیں اپنی جگمگاہٹ دکھا کر ماہ شب کو
سیارہ بنا دیا۔ سبحان اللہ قمر کی تعظیم تو چنار کی
پتیوں کی طرح دکھتی تھیں۔ یعنی روشنی کی روشنی کا
اور ہی رنگ تھا۔ روشن صادق آتی تھی کہ فرخ
کے نیچے اندھیرا جملی کے قمقمے تھے اور مختلف الالوان
لیکن اندھیرا نہیں بجھتے دیر لگتی تھی تو روشن ہوتے۔
اس روشنی کے علاوہ کو ہمیشہ عینک کی ضرورت
دن کو بھی ہوتی ہے۔ گویا آنکھوں کا دور اس کا
ٹیکس ہے۔ حضرت نظامی گنجوی کا مصرع یہاں کہ
پڑھنے کو جی چاہتا ہے۔ ع

شب از روشنی دعوے روز کرد

یہ اس لیے کہ ذرے بھی جگنو کی طرح چمکتے تھے۔ بکایک
ایک ازدحام کے ساتھ نکلیں۔ سب کی صدائیں
بلند ہوئیں۔ لیکن جوا کھیلنے والوں کا نظارہ قابل
دید تھا۔ کہیں گنجفہ کہیں چوسر کہیں شطرنج۔
داؤں لگ رہے ہیں اور پو بارہ کے منتظر ہیں۔
ٹھہرے بھرے پرت آئے اور جب چلنے لگے تو گرہ
میں ایک کوڑی بھی نہ رہی۔ کچھ ملال کچھ خفت۔
ہزیمت کے خیالات دماغ میں پیدا ہو رہے ہیں۔
خیر جی لکشمی پوجا کی ایک رسم ہے جو دوالی کی [illegible]
کبوتر بازی تو روز ہی دیکھتے ہیں۔ قمار بازی کا تماشا
بھی آج دیکھ آئے کہا ہے تو کچھ تماشا بھی سہی یہ
کہتے ہوئے گھر کا رخ کیا۔

مسدس روشن

سر پہ یہ معیبت فلک پیر نے ڈالی
گذرے ہوئے بھرے زخم تو جیوں ڈالی

جنہیں نظر آتی ہیں جو اہر [illegible]
کہتی ہے گر جہوم کے زر و دولت کی [illegible]
چاکھیں جانے سے جانی چور والی
اس سال اٹھی دھوم تو آئی ہے دوالی

بجتے ہیں جاں آج مکانوں میں ہزاروں
بازاروں میں کوٹھوں پہ دکانوں میں ہزاروں
بیٹھے بھی اٹھے چوک کے ہاتھوں میں ہزاروں
مٹتے ہیں دیے آج جہانوں میں ہزاروں
امداد یہ اہل ہوس آج کرے گی
انعام سے جھولی مہ جبینوں کی بھرے گی

کھیلوں کا کھلونوں کا دکانوں کا وہ انبار
بن ٹھن کے سجی بیٹھی ہے ایک ایک دکاندار
اک حسن کی تصویر بنی ہے سر بازار
تنقید وہ قیامت وہ غضب رشک پری دار
شمع آج ہیں دیپ کے ہجوم میں دیکھو
عشاق ہیں کوچۂ استاد میں دیکھو

موسم کا وہ وقت او دوالی کی گھڑیں جیسے
گلشن میں حسینوں کا وہ خوش رنگ ہوا کے
وہ زرد و بم قبیل وہ ترو رنگ کی بہرے
وہ جگمگاتے دیپ وہ فقیری وہ وقت کو دانے
ہر ایک کو وہ مشکور سرور آج جگے
سمجھے ہیں کہ سب سادہ ہیں جیتیں گے [illegible]

وہ گنجفے کھیلیں وہ چوسر کی نئی چال
جب ہارا ہوا کھیلنے والے ہوئے بے حال
دہ بارہ کہتا تھا نہیں ترپ یہ انفعال
رہتا نہیں اس طرح تو وہ دن بھی کبھی مال
دیتے تھے جواں رنگ کے جواب سکوں پر بار
کھیلنے لگے جو آتے تھے ہر صبح کے گھر بار
سمجھانے کو کوئی لاکھ زمانے کہے وہ کہتے
منظور انھیں تو ہے کہ کوئی زہر کی سہنا
ہے جنکے نصیبوں میں برے حال سے رہنا
کھیلنے لگے جو [illegible] کے پورے کا وہ کہنا
جو لٹ چکے اب مرد مقتضی نکل گیا
بہت دونا ہار چکے جو جیتے ہیں جو بار گئے

چار آنے لگاتا ہے تو پاتا ہے روپے چار
برباد وہ ہے ہر داؤں میں کیوں شاد ہو یار
دنیا میں بساط ایسی بچھی ہے سر بازار
ہے جیت کسی کی تو کسی کی ہے یہاں ہار
اپنی یہ دعا ہے کہ اسے یاد کریں ہم
شطرنج میں اب وقت نہ برباد کریں ہم
دولہا نے بٹیروں میں فقط عمر گنوائی
مرغوں کی بھی دیکھی ہے بصد شوق لڑائی
جو نیک ہیں کام ان سے بہت آنکھ چرائی
کل غیر کو یہ بات سر راہ سنائی
احساس نہ تھا [illegible] کا دستور حیا کی
اللہ تری مرغی نے دیا رات کو خاکی

دولہا گیاوی

مفتی صاحب مدظلہ

آپ ہرگز یقین نہ فرمایئے کہ بندہ کسی مفتی یا قاضی کا تذکرہ چھیڑ رہا ہے وہ مفتی اللہ ہوتے ہیں جو محکمۂ قضا کے افسر یا شرعی..... یعنی دو سر مانے والے ہوتے ہیں۔ یہاں کچھ جب مفت خوروں کی کہانی سنانی ہے برائی بھوسی چکنے ہاتھ پر جنکا عمل ہے۔ جی یہاں تک مضائقہ نہیں کہ کوئی صاحب سگریٹ کی ڈبیا دیکھتے ہی اس طرح کنکھیاں لگائیں جیسے چھچھوندر دیکھ کے بلی یا مرغی دیکھ کے کتا یا بوٹی دیکھ کے چیل۔ یا لاش دیکھ کے گدھ۔ "آداب عرض ہے" اور وہ فقری کیسل ہے فقری کیسل میں خوشبو بچاتا ہوں۔ میں نے کہا جب آپ پی چکیئے تو جلا ہوا سگریٹ پھینکیے نہیں ؎

اگر شراب خوری جرعہ فشاں بر خاک
ازاں گناہ کہ نفعے رسد بغیر چہ باک

مجھے اس پر بھی اعتراض نہیں ہے اگر کوئی صاحب پان کی ڈبیا دیکھتے ہی کبھی کبھار کسی صاحب سلامت کو شیخ حقیقی بنائیں اور آتے ہی مزاج پرسی شروع کر دیں: "کہیے جناب سب خیر و عافیت ہے۔ کہیے جی..... جان کے یہاں اب تو جانے کا اتفاق نہیں ہوتا؟ میں وہاں چند مرتبہ گیا مگر آپ سے ملاقات نہیں ہوئی شاید آپ کہیں باہر تشریف لیگئے تھے۔ واللہ آپ کی ڈبیا نہایت خوبصورت ہے یہ کنگ کا کام ہے یہاں کے سنار بھلا کیا بنائیں گے۔ ذرا میں بھی زیارت کروں (گویا شاہِ نقش چنیں ہے) واہ واہ کیا کاریگری ہے کیا نقش و نگار ہیں کیسا نازک اور ستھرا کام ہے میرا بھی ارادہ ہے کہ ایک ایسی ہی ڈبیا بنواؤں" الغرض ڈبیا دیکھتے دیکھتے کھل گئی اور پان کی گلوری کی شان میں قصیدہ خوانی شروع ہوئی۔ "اے سبحان اللہ یہ قدرت خدا نے لکھنؤ کی بیگمات ہی کو دیا ہے۔ پچاس پانوں کا بیڑا ایسی خوبصورتی سے موڑتی ہیں کہ دیوار پر کھینچ ماریے تو کھلے نہیں۔ غالباً یہ بھابھی جان کی دستکاری ہے میری جانب سے تسلیم کہیے گا اور عرض کر دیجیے گا کہ بھائی آپ کی گلوریوں کی بہت تعریف کرتے تھے" انگلیاں رفتہ رفتہ اس طرح گلوری دبا کے منہ کی طرف بڑھیں جیسے بلی چوہیا دبا کے کونے کھدرے کی تلاش میں جاتی ہے۔ ہمیں ان کا بھی شکوہ نہیں کرتا جو پڑے پڑے رنڈی بازی کرتے ہیں۔ شام ہوئی عرق اتاری ایک لوٹے پانی سے پنڈا دھویا کنگھی کی گھونگھٹ سے [illegible] ایک ڈبل پیسہ اور ایک کنگھی جیب میں ڈالی چھڑی ہاتھ میں لی۔ کلے میں گلوری دبائی۔ اکڑتے ہوئے چوک کی گلیوں کے تصدق ہونے کو کوئی عیاش صاحب مع شوقین ملا اور ان کے ساتھ رنڈی کے کمرے پر چڑھ گئے مفت کا مجرا سنا زبردستی ابتدا بلام کرکے بے تکلفی بڑھائی چلیے دل بہلانے کا ڈھکوسلا ہو گیا رنڈی کے خیرخواہ اور تماشبین کے بھاٹ بنے دونوں کا رسوخ کبھی نہ کبھی کام آ جائیگا دونوں میں بیچ بچاؤ کر کے اصلاح ذات البین کی مزدوری اور بشرط صلح کمیشن نقد یا..... نہیں گیا نہیں۔

اس قسم کی کوئی بات مجھے زیادہ پسند نہیں۔ قیامت تو یہ ہے کہ اب مفت اخبار بینی میں بھی [illegible] پیدا کیے جاتے ہیں۔ ادھر دیکھا کہ کسی بیچ انھوں کے یہاں ایک پالکی پرچے آتے ہیں ادھر گود چیلی ہو گئے لاسے کی طرح چپک گئے۔ غریب کی عافیت تنگ کر دی۔ راستے گلی میں جو ڈھکتے ہیں کہیے جناب پرچہ آ گیا؟ گھر پر بھی وقت وقت بیٹھے ہوئے ہیں۔ کہیے جناب کوئی تازہ خبر ہے؟ آج کل میاں اودھ پنچ کس رنگ میں ہیں۔ مجھے تو واللہ ان کی چال بہت پسند ہے۔ وہ تو کہیے آپ کی بدولت دیکھ بھی لیتے ہیں۔ ابھی آپ تو کیا پڑھیے گا۔ ذرا مجھکو دیجیے مجھے بہت اشتیاق ہے اور آپ کی بھابھی جان تو بس کیا کہوں منتظر ہیں آپ کی بیگم سے دوپٹہ بدلا ہے [illegible] انھوں نے آپ کو سلام کہا ہے اور کہا ہے کہ آپ پہلے پرچہ مجھے بھجوا دیجیے۔ میں دیکھ کے فوراً واپس کر دوں گی" اس تمام سمع خراشی کے بعد پرچہ لپیٹا جیب میں رکھا اور گھر کی راہ لی۔ یہاں مروت کا یہ عالم کہ چپ بیٹھے صورت دیکھتے ہیں۔ [illegible] کا حکم کس منہ سے مانگیں۔ اب جو سلسلہ مضمون ملانے اور باقیماندہ مضمون کا تتمہ لکھنے کی ضرورت ہوئی تو پرچہ ندارد۔ خانہ مروت خراب۔ اکثر ایسا بھی ہوا کہ پرچہ بھابھی جان نے اپنے میکے بھجوا دیا [illegible] وہاں کس کا دسترس ہے فائل ادھوری اور ناقص ہو گئی۔ بدرجۂ مجبوری جناب مفتی صاحب مدظلہ سے عرض کیا کہ حضرت اگر ایسا ہی شوق ہے تو خریداروں میں نام لکھوا لیجیے۔ بھابھی صاحب بھی خوش ہوں۔ کارخانہ کا بھی بھلا ہو۔

* [illegible] مفیر [illegible] قطعاً [illegible] ۔ [illegible] بہت جا ہے ۔ [illegible]

سیر خرچ بھی ہو۔ آپ جانیے آجکل کے پڑھے لکھے کاغذ اخبار کو بہترین نصف حصہ جسم سے زیادہ ضروری خیال کرتے ہیں فی الحال تمام تمدن دنیا محض کاغذ اخبار پر زندہ ہے۔ آپ خدا کے فضل سے تعلیم یافتہ ہیں مگر مفتی صاحب نے اس کان سنی اس کان اڑا دی بہت اصرار کیا تو فرمانے لگے ابھی میرا ارادہ نہیں ہے سوچ کر جواب دوں گا۔ اگر وی پی منگاسے اور وقت پر پیسہ نہ ہوا تو ناچار واپس کر دوں گا۔ اب میرا ارادہ ہے کہ کوئی سستی پرچہ منگاؤں۔ اودھ پنچ کا ایک تو حجم کم ہوتا ہے دوسرے اسکے اطلاعات وہی ہو سکتا ہے جو ہفتہ بھر کی خبروں سے واقف ہو وہ تو خبروں سے نتائج نکالتا ہے خبر کی تفصیل شائع نہیں کرتا۔ دیکھیے عنقریب کوئی تدبیر کرتا ہوں خوب یاد آیا یہ ہمارے پڑوسی تعلقدار صاحب جو رہتے ہیں بیچارے بیمار ہیں امید ہے کہ جلدی بوریا بدھنا سمیٹ دار القرار کی راہ لیں گے۔ صاحبزادہ سے دوستی ہے بس اسکو اخبار کے پانچ چار پرچے منگوا دوں گا اور مزے سے دیکھوں گا۔ بہرحال آپ ہی کی ڈاکٹ

ذوق اخبار بینی کی دادرہ گرم کروں گا۔

ہائے تیرے نامعقول مفتی کی ایسی تیسی کمبخت کی وہی مثل ہوئی جب باعمامہ نکلے تو بیل بنیں گے دوسرے ہی پیکروں صاف صاف نہیں کہتا کہ مفت ہی اخبار دیکھوں گا چاہے کوئی مرے یا جیے۔

بھلا فرمائیے ایسی فیاض قوم پر کون سا جادو کارگر ہو سکتا ہے جسکو قبول پر آمادہ کرے۔

تیرے ہم سے سنتے ہیں اس شخص کی جو دبیٹ سے کہتے شرم نہیں آتی۔ وہ سمجھتی ہے کہ کاغذ اخبار محض دل لگی کے لیے نکالے اور چھاپے جاتے ہیں ایک معدن ہے جس سے چھپے چھپائے جواہر سے گر جاتے جسکا جی چاہے اٹھا لے کوئی روک ٹوک نہیں نہیں تھی۔ مالک کاغذ اخبار کے معدہ میں نہیں؟ وہ کھانے کمانے کی زحمت سے بالکل منزہ و مبرا ہوتا ہے اسکا یہ فرض ہے کہ دنیا کو اچھی اچھی باتیں بتائے۔ زبان کی اصلاح کرے قوم کی اصلاح کرے جب کبھی بحث ہوئی کہ بھائی آخر انکی مدد کرنی چاہیے؟ تو وہیں سے رخصت ہو گئے جتنے پرچے نکلے ہو چکے انکے نام گنوا دیتے ہیں گویا ان سب کو آپ کی خریداری کا شرف حاصل تھا۔ انکے بند ہونے سے آپ کو نقصان عظیم اٹھانا پڑا اب مزید بوجھ طاقت برداشت سے باہر ہے۔ حالانکہ بڑے کی جان کی قسم عمر بھر یوں ہی پرچہ دیکھتے رہے ایک پائی اس مد میں صرف نہیں فرمائی وہی کرتے رہے جو آجتک کرتے ہیں ہاں رنڈی بازی بٹیر بازی اور دوسری سیکڑوں بازیوں تصویروں تماشا گاہوں میں ہزاروں روپیہ پھونکے۔ غرض مولانا پنچ! ہماری قوم ایسی ہے کہ ایک ایسی ہمہ دان قوم ہے جس کا بچہ بچہ پڑھتے ہی کاغذ اخبار کا مطالعہ کرنے لگتا ہے اور چند روز میں دینی معلومات کا مرا ایک بڑے کی معلومات سے جوڑ لیتا ہے۔ لیکن جو ذرائع معلومات بڑھانے کے ہیں انسے بالکل غافل ہے۔ بیشک اخبار نکلے بھی شہر بھی ہوئے۔ خریداروں کا روپیہ بھی انہوں نے ہضم کیا مگر کوئی شخص یہ نہیں بتا سکتا کہ کسی مالک اخبار نے بے ایمان مہاجنوں کی طرح گھر بھرنے کے

بہ ثابت اقتا ہو جب تک وہ خود اخبار نے اسکی یہ حضرات بھی ابتک چرچا نہیں کی اور بھیک مانگنے تک نوبت نہیں آئی اسوقت تک اس نے کبھی چندے ہوئے کا بار کو سو کا نہیں۔ بھلا کوئی تجارت بھی چھوڑتا ہے۔ دوسرے یہ کہ بند ہوئے والے پرچوں کی اشاعت بھی قابل غور ہے۔ اکثر کارہائے دفاتر کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ کسی کی اشاعت دو سو روپے تھی جب بند ہوا کسی کی اس سے بھی کم بھلا جس پرچہ کی اشاعت اتنی کم رہی ہو وہ کیا خاک کیا جوے گا۔ اور وہ کیونکر جاری رہ سکتا ہے یوں لکھنے کو جسکا جی چاہے لکھے۔ یورپ کے پرچے دیکھیے لندن پنچ کے قریب چالیس ایڈیٹر ہیں ہفتہ وار نکلتا ہے ہیں اور چار لاکھ کے درمیان اشاعت ہے فی کاپی ۶ ور مقرر ہیں۔ ۴۴ صفحے مضامین اور اس سے دو نے اشتہارات پھر مضمون میں بھی ہر صفحہ صرف تصاویر کی قدر۔ بیچ کا صفحہ ان کو دو جاتی



شجرِ قانونِ بنگال کے برگ و بار اور سوراجسٹ

"واہ عجب صورت آفریں وحشت ہے۔ ایک سے ایک بڑھا ہوا بیمانہ" (تخمیس ماخوذ)

تین درجن اخبار نویس تیار کرتے ہیں۔ ڈیڑھ صدی سے جاری ہے۔ قوم قدر کرتی ہے کام چل رہا ہے۔ لاکھوں پونڈ محفوظ سرمایہ ہے ہزاروں مضمون الٰہی شائع ہو چکے ہیں۔ آج اگر بند ہو جائے تو بیشک لاکھوں کی رقم ماری جائے۔ ایسے ایسے پرچے بند ہوئے ہیں جنکی تعداد اشاعت سترہ لاکھ تھی۔ اگر فی خریدار ایک روپیہ سال بھی اُس نے ہضم کیا تو سترہ لاکھ ہوئے۔ آپ اسی پر رو رہے ہیں کہ سو خریداروں کی رقم مالک اخبار کے ذمہ رہ گئی دیکھنا انشاءاللہ حشر کے دن ہمارا ہاتھ ہوگا اور اسکا گریبان ابھی پیسہ پیسہ کے بوٹیاں نہ اُڑوا ئیں تب کی شہ۔ اکیلے ہم ہی نہیں ہمارے تمام محلے والے دعویدار ہوں گے جو سب کے سب مفت پرچہ دیکھتے تھے اور ہم دکھاتے تھے۔ بنیاد کا ہے کو حمام کی لنگی ہوا کہ جس کا جی چاہا بے تکلف استعمال کرنے لگا۔ ایسی حالت میں خریداروں سے توسیع اشاعت کی فرمائش ناقابل تعمیل رہتی ہے تو عجب نہیں۔

بہت بڑی بڑی کی بات جو میں لکھنا چاہتا ہوں وہ خاص فرقہ اہل تشیع کی نسبت ہے جسکا ایک فرد ہیچکارہ بندہ مضمون نگار بھی ہے اس فرقہ کو دنیاوی حکومت تو شاذ و نادر ہاتھ لگی مگر جب تک حکومت کے تخت تک اسکا قدم نہیں پہونچا تھا اسوقت تک اسکے ہاتھ میں بجائے علم کے قلم تھا اور قلم ہی کی بدولت آج اسکے افراد کا وجود ہے اس تجربہ کے بعد زمانۂ موجودہ کی قلمی قوت ملاحظہ ہو۔ دو تین مذہبی مناظرے یا کلامی اخبار پرچے ہیں آپ کو بفضل خدا ملکیت کا فخر حاصل ہے ایک اردو ہفتہ وار کو ماہ نظر پرچہ بھی ہوتا ہے جس کا کیا علم نہیں۔ بس اللہ اللہ خیر صلاح۔ ڈھائی درخت ببول کے میاں باغ میں بیٹھے ہیں۔ سنتے ہیں کہ لکھنؤ سے سیارہ روزانہ نکلنے والا ہے اسکی شرکتی کمپنی ہوسکے نکالے گی مگر وہ ابھی سننے ہی کی ہیں۔ پیٹنی کا نمبر کشتی کا ڈوبنا اور سیارہ کا نکلنا برا ہے۔ دیکھو بے نہیں شروع سال سے نکلیگا۔ پنچ۔

فرقہ کا ذکر تو ادعا حسن کا ایک کرشمہ ہے مگر بندہ کا سوال مولانا پنچ آپ سے یہ ہے کہ آپ کا پرچہ ہر فرقہ کا خیرخواہ ہے۔ اسوجہ سے کہ مذہبی نہیں دلچسپ ہے۔ ملکی فوائد پر مستقل اور منصبوط رائے رکھتا ہے اسکے لیے خریدار بہم پہونچانے کی کوشش بھی ناکام رہتی ہے اسکا علاج کیا ہے؟

راقم

اڈیٹر پنچ نوٹ کرین

پنچ مفتی صاحب اور انکی اہلیہ مفتیانی صاحبہ بجا بھی صاحب کو ہرگز پرچہ نہ دکھا لیجئے جو کوئی دوسرا مفت میں آنکھیں سینکے اُسے بھی دستیاب ہے جب کبھی اپنی غرض کی بیے کوئی مضمون لکھوائیں تو نہ لکھیے۔ فقط۔

تصحیح

نمبر ۴۳ صفحہ ۹ کے پہلے کالم کی آخری سطریں کتابت میں چھوٹ گئی ہیں انھیں یوں پڑھا لیجیے۔

ابھی ہم نے اپنی قوم کی طرف سے ہر قسم کا دفاع کیا ہے۔ ہندوؤں کے متواتر حملے ہو رہے ہیں اور ہم جواب دیتے دیتے تھکے جاتے ہیں۔ ہندو اخبار نویس اور نے موقع بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیتے زبردستی رائی کا پہاڑ سوئی کا بھالا بناتے ہیں مثلاً کسی مسلمان نے۔ . . . .

حجازی و نجدی قصہ

ضلع بلند شہر سے جناب حاجی عطاء الرحمن صاحب قادری کا ایک نہایت ضروری اشتہار موصول ہوا ہے۔ آپ کو حضرت قدر قدرت حجاز و دین پناہ سلطان ابن سلطان ابن سعود شہید ابن سعود خلد اللہ ملکہ کی ذات خلافت مآب پر بالکل اعتماد نہیں آپ کے نزدیک دونوں باغی ہیں یعنی ابن سعود اور انکا حریف شریف حسین دونوں نے ترکوں کے ساتھ دغا کرنے میں مساوی حصہ لیا

سرکار انگریزی کے حاتی لکھوڑنے میں دونوں بچھڑے بندھے کھلی بھوسی کھاتے تھے۔ اتفاق کی بات یا قسمت کی نارسائی جیونٹی کے پر نکلے برطانوی نمک نے شورش دکھائی ملک حجاز اور برطانیہ سے چپقلش ہو رہی تھی کہ جو حکومت برطانیہ کے طفیل میں۔ دنیا سے اسلام کی دوروز پھٹ پھٹ سے کے ماحسن کی تھی بات سوت کے بچے کی طرح تاک کے بھرے بیا گیا پڑا۔ شیخ نجد نے پہلو گرز دست یار زر دست ود و و غ برگزیدہ (ی) ترکوں نے اشارہ کیا برطانیہ نے چمکار کے پیٹھ ٹھونکی دل کو ڈھارس ہوئی حملہ کر دیا مسلمانوں کا خون بہانے میں جو خوالہ کر کچھ بڑھے چڑھے ہیں کسی سے کم نہیں ہیں۔ طائف کے مسلمانوں پر جو کچھ بیتی وہ ابھی یاد ہے زندہ تو زندہ جگر گوشۂ رسول حضرت ابراہیم کی قبر اور محترم صحابی عبداللہ ابن عباس کی مرقد پر جو ستم ہوئے وہ بھی یاد ہیں۔ اگر ملک حجاز مقابلہ شیخ نجد کی اشاعت میں بہانہ کرتا ہے تو کیوں شیخ نجد کی طرف اپنے محامد و فضائل کی اشاعت میں یہی امر خیال نہیں کی جاتی۔ ان امور کے علاوہ اس مقول اشتہار میں نہایت معقول استدلال سے ثابت کیا ہے۔ شہد ایسے وقت میں شائع ہوا ہے جبکہ ہمارے نزدیک ہر ملک حسین تخت سے دستبردار ہو چکے ہیں لہذا خود مشتہر پر یہ الزام نہیں لگایا جا سکتا کہ شریف کی ہوا خواہی کسی ذاتی منفعت پر مبنی ہے۔ برخلاف اسکے مشتہر کو یہ حاصل ہے کہ وہ بعض اسلامی جرائد کو ایسا ہی الزام دے۔ عقائد سے تو ہمیں بحث نہیں۔ خلیفہ سازی کا حق عوام کے اختیار میں ہے اور خلیفہ بن بیٹھنے کی

معراج الکلام

لکھنؤ کے مشہور رضا مرزا اوج مرحوم و مغفور کا پہلا دیوان منتخب مراثی کا مجموعہ طالبان زبان اُردو کا شاہراہ ترقی بنی طلبہ زبان کے لیے سرمایۂ بصیرت۔ ابتدا میں مصنف کے حالات زندگی تحریر کیے گئے ہیں۔ حجم تقریباً ساڑھے تین سو صفحات۔

قیمت فی جلد دو روپیہ علاوہ محصول ڈاک

المشتہر

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

ہوس سے دیکھا نہ کا دل بھی خالی نہیں جو اللہ خالی ذوالجلال ہیں جس کو چاہیں جھنڈے پر چڑھا دیں جسے چاہیں پچھاڑ دکھائیں۔ مگر جب کبھی ہم نے دل کو ٹٹولا تو اس نے یہی کہا کہ شیخ نجد کوئی قابل اعتبار شخص نہیں ہے۔ دوسرے یہ امر تمام دنیا کے مسلمانوں کے قبضہ میں ہے کہ مذہبی حیثیت سے کوئی خلیفہ کسی پر متعین کریں۔ مصر بھی خلافت کا خلعت وزیری کے حوالے کر چکا اور افغانستان میں بھی سنا ہے کہ کھچڑیاں پک رہی ہیں خلافت کی جو پیغمبری گردن گردی جائے کہ کہ مقطعہ جیسے، افغانستان میں جو خود خلیفہ کر دیا گیا ہے۔

ہیں ڈاکٹر سر اقبال کے اس جواب پر بہت ہنسی آئی اور تم بھی جلسہ یعنی جب آپ سے پوچھا گیا کہ جناب آپ کی کیا رائے ہے سوال ترک خلیفہ کو تخت حجاز کیوں نہ حوالہ کر دیا جائے تو آپ نے فرمایا کہیں ایسا غضب بھی نہ کرنا یہ ہرگز مناسب نہیں گویا یہ بات ممکن بھی ہے!

مشہور مولانا حاجی عطاء الرحمن صاحب شہری کا کہنا ہے اخبار کے اخبار میں لکھا ہے شریف حسین کی خلافت کی آڑ میں دشمنان اسلام کرنا چاہتے ہیں اور حجاز کے متعلق حال کی اصلاح کے موافق پیر زور صدائے احتجاج بلند کرتے ہیں یہ چند مستیاں ہیں جن کے دم سے افسردگی کا بادل تھوڑی دیر کے لیے چھٹ جاتا ہے مشہر صاحب اُن کو متنبہ فرما کے ہتھی دلبستگی کو بھی دنیا سے اڑائے دیتے ہیں۔

ڈاکٹر کچلو صاحب دلوں کے حاکم ہیں اور اپنی قوم کے اندر سے کفر باہر نکالنے کی سعی میں مبتلا ہیں حالانکہ خدا نے ابھی تک اپنے اس اختیار کو صرف نہیں فرمایا۔ موسیٰ و کا فرو دونوں ڈنڈ پیل رہے ہیں۔۔۔ رسول اللہ منافقوں کے دل پھیر نہ سکے۔ اولیاء اللہ اور خلفا بدعت و کفر کا استیصال نہ کر سکے۔

سابق مسٹر اور حال مولانا شوکت علی صاحب گھر بیٹھے تو مدرسہ پر حکمرانی فرما رہے ہیں "خبردار جب تک ہم نہ آئیں کچھ نہ کرنا دھرنا۔"

ڈاکٹر اقبال صاحب دلوں کے خیال معمولی کو دیدہ بدن سے دو کتے ہیں۔ حزب کا یہ حال ہے کہ شیخ نجد

والی بنے ہوئے ہیں۔ جیسی صورت حالات ہے اس سے شیخ نجد کے ہر کہ پالنے والا ہے تخت خلافت اور ہر آئینہ تحقیق کر نہیں مکر کیا اس نے کسی ذات پر بیچ حالت یا دیتا یک کے اور نہیں کھو دیں قبریں اس نے فرزندان رسول یا اصحاب رسول کی۔ اور ہے وہ بڑا پکا دیندار اور ہر آئینہ تحقیق کہ ہے شریف حسین پکا دغا باز او جو رم۔ اور ہے خدائی سارے زمانے کی بیچ قبضہ اختیار ہمارے کے کہ بنا دیں ہم جسے چاہیں خلیفہ رسول اللہ کا اور ان سے آگے ساری دنیا۔ اور بنائیں ہم ایک ہی موتمر اسلامی کا فرض جوڑ پر دستی خلیفہ بنا دے جسے چاہے اور آراستہ کر دے تخت خلافت کو بیچ حجاز کے اور ہیں ہمارے قابو میں سردار قبائل عرب کی کہ ذکر یں وہ بغاوت اس خلیفہ سے جسے ہم بنائیں خلافت مرضی اُن کی کے۔ اور عمل ہے وہ خلیفہ آئین جمہوریت ساختہ یورپ ہے۔ اور خلاف ہوا آئین جمہوریت کا اُن مطلق العنان قبائل عرب کے ہاتھوں جو نہیں پہچانتے اپنے داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ اپنے سے۔

مختصر یہ کہ ان جرائد کے منتخب تحریرات سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ نجد کی تعیینی جائے جس مدد کی چاہتیں ان کو معلوم ہوتی رہتی ہیں۔ اور عظیم اصرار ہے کہ اُن حالات پر تم بھی ایمان لاؤ۔

الغرض عبد شہری اعلان کو جس قدر بھی سنانے اور روزمرہ حالات سے تعلق ہے ہم اسکے موید ہیں ہوگا وہی جو کچھ قبائل عرب کی مرضی ہوگی خواہ وہ مرضی انگریزوں کی تابعداری ہی ہو یا خود مختار حجاز یا عرب میں کسی جمہوریت کا انعقاد بالکل محال ہے اور کوئی طاقت ایسی نہیں جو اس جمہوریت کی کیاری سینچ سکے۔

ضرورت ہے

ایسے عرس یا خشکان پٹھو ہوس کی جو ہندوستانی مسلم لیڈر حضرات سے مریخ و زحل وعطارد و مشتری وزہرہ و زحل و سہا و ثریا و شعرا کے جملہ سیارات و ثوابت و اجرام کی جاگیریں طلب فرمائیں مفت

بٹ رہی ہیں۔ کسی نقد یا غلہ کی ضرورت نہیں لگا رہے ہیں سخاوت کے دریا بہا خبر دو عقل سے ہے بہرہ خستہ جیبوں کو

وقت

ہوشیار باش

مولانا پنچ کی نوٹ بک

لندن کی وزارت کا دھانچا بگڑ ہوا جلا کسی کی جگہ درست ہو گیا مگر وزیر اعظم کی چٹھی لکھنؤ سے معلوم ہوتا ہے کہ امن دستوں کا ٹھاٹھ ضرور بگڑ جائے گا۔ ہندوستان کے انقلابی محض زبانی ہیں۔ انگلستان کے بالشویک عملی انقلابی ہیں۔ سوائے سخت گیری کے اس وقت سٹار پالڈون اینڈ کو کے پاس اور کوئی حکمت عملی نہیں ہے۔ نہ دماغ کو مصروف ہے نہ عقل کا۔ پس فرم بازخانی اور سیکڑوں زبانی انقلابیوں کو عملی انقلاب پیدا مادہ کرے گی اور عملی انقلابیوں کو شدید شدہ ہی اور انتہا کو پہنچا ہے خواہ مخواہ دل کہتا ہے کہ ۲۵ء کے اختتام تک پھر نئی کیمپ وزیروں کی بھرتی کرنے پڑے گی۔ ہم ابھی سے کہے رکھتے ہیں کہ جن الزامات کی اشاعت مزدوروں کے خلاف کی گئی تھی اُن میں سے کوئی الزام ایسا نہیں جو موجودہ حکومت پر عائد نہ ہو سکے اور پیش عمل ہو رہا ہے لگائے اور دستوری میں آ سکیں گی۔

بنگال میں آنکھ مچولی دھپ کا کھیل ہو رہا ہے اور انگلستان سے مسٹر داس کے پاس بہت عذر پہنچ رہے ہیں۔ یہاں کی حکومت نے کانپوری بالشویکوں کے مقدمہ میں اپنی عجیب و غریب ضمانت کا ثبوت دیا ہے یعنی کسی باغیانہ تحریک و تحریر کے مصنف پر اگر دسترس نہ ہو تو مکتوب الیہ کو پکڑ لو خواہ اس نے تجویز پر عمل کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ مسٹر کچھ آر تھر فیلڈ وغیرہ ہم نے ویشنل ہوٹل لندن میں سوراجیوں کی جو پشت گری کی ہے کیا اُسکے جواب وہ بھی یہاں کے سوراجی ہیں؟

بعض ضروری امور کا اظہار

(۱) حضرات ایک آدھ پرچہ نمونہ کے طور پر منگا کے اودھ پنچ سمجھتے ہیں کہ متانت بھی اور رنگ بھی اور اچھا مضمون بھی کی قابلیت ایڈیٹر کی تصنیفات سے انہیں کافی واقفیت ہو گئی یہ کل بات اکثر صحیح نہیں ہوتی۔

ہمارا قاعدہ ہے کہ فالتو پرچے دفتر میں بچ رہتے ہیں ان کو نمونہ میں صرف کر دیتے ہیں۔ طالب نمونہ کو اس ایک پرچہ میں اپنے مفید مطلب باتیں ملیں یا نہیں اسکی پروا نہیں۔ لہذا کم از کم ایک سہ ماہی کے واسطے خریدار ہو جانا نمونہ طلب کرنے سے بدرجہا بہتر ہے۔ اگر اس قلیل مدت میں ناظر کو ظرافت کے ساتھ اخلاقی علمی و ادبی فوائد محسوس ہوں اور چند مضمون بھی اسکے مذاق کے موافق مل جائیں تو دوام وصول۔ ورنہ پنچ پی پر قسمت کھائی ۔۔۔ با خیر شما بسلامت۔

(۲) نمونہ پسند ہونے پر وی پی کی فرمائش خواہ مخواہ ڈاکخانہ کو ساہوکار بنانے کے مساوی ہے۔ اے حضرت منی آرڈر بھیجیے کہ ہم انتظار وصول زر قیمت سے اور آپ انتظار و دوڑ وصولی کی زحمت سے بچیں اور دو آنہ کی جگہ چار آنہ بھی صرف نہوں۔

(۳) بعض قدردان دفعتہ ختم مدت خریداری کی اطلاع پر توجہ نہیں فرماتے جب پرچہ بند ہو جاتا ہے تو ناراض ہوتے ہیں کہ کیوں ہمارا اعتبار نہ کیا اب جتنے پرچے اس بیچ میں ناغہ ہو گئے سب اکٹھا بھیجو تاکہ فائل ناتمام نہ رہے۔ ایسی تعمیل ارشاد صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ فالتو پرچے دفتر میں موجود ہوں۔

(۴) جو پرچے ڈاکیوں کی نوازش سے گم ہو جائیں وہ صرف آٹھ روز کے اندر دوبارہ بھیجے جا سکتے ہیں۔ غفلت اور دو شمار کی ضرورت نہیں اطلاع کی پوسٹ کارڈ بھیجیے اور پرچہ منگا لیجیے۔

(۵) اگر یہ پرچہ پنچ رنگ کے لئے آپ کی رائے میں مفید ہے تو خود خریدار ہو جانے سے پورا حق قدردانی ادا نہیں ہوتا بلکہ اپنے احباب میں بھی اشاعت کی تلافی کوشش بھی فرمایئے خیر الناس من ینفع الناس۔

والسلام۔ منیجر

شرائط ایجنسی

(۱) روپیہ بطور پیشگی جمع کرنا ہوگا۔

(۲) رقم جمع شدہ کے ادا ہوتے ہی پرچہ کی روانگی موقوف کر دی جائے گی۔

(۳) پانچ پرچہ فی ہفتہ سے کم کی ایجنسی قبول نہ کی جائے گی۔

(۴) بحساب دو آنہ فی پرچہ فروخت کرنا ہوگا اور چہارم کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائیگا۔ علاوہ خاص حالتوں کے پرانے پرچے واپس نہ لیے جائینگے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

اودھ پنچ لکھنؤ

(۱) مجلدات اودھ پنچ ۱۹۲۲ء کی چند ہی جلدیں باقی ہیں [illegible] شائقین جلد طلب فرمائیں قیمت فی جلد [illegible] علاوہ محصولڈاک

(۲) جلد ۱۹۲۲ء [illegible] میں انشا پردازی کے بہترین نمونے موجود ہیں [illegible] مضامین کے شائقین کو فوراً طلب کرنا چاہیے فی جلد [illegible] علاوہ محصولڈاک۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

موسم گرما کا تحفہ

مطب حمیدیہ کے تیارکردہ شربت جنکی دھوم سارے ہندوستان میں ہے خاص میوہ جات کے عرقوں اور عرقیات مفیدہ سے بنے ہوئے خوش ذائقہ بے نظیر ہوتے ہیں خوشبو، لطافت، دل و دماغ کو فرحت، قلب کو سکون اور راحت آنکھوں کو طراوت بخشتے ہیں، شدت عطش کو دور کرتے ہیں۔ جلد طلب فرمائیے۔

شربت فالسہ　شربت بادام　شربت کیوڑہ　شربت بید مشک　شربت کیوڑہ　شربت (انناس)　شربت صندل　شربت انار

فی بوتل عہ　فی بوتل عہ　فی بوتل عہ　فی بوتل عہ　فی بوتل عہ　فی بوتل عہ　فی بوتل عہ　فی بوتل عہ

عرق بید مشک　عرق کیوڑہ حیدرآبادی　شربت انگور　شربت انناس　شربت نارنج　شربت لیمو　شربت نیلوفر

فی بوتل عہ　فی بوتل عہ　فی بوتل عہ　فی بوتل عہ　فی بوتل عہ　فی بوتل عہ　فی بوتل عہ

بعلاوہ ان کے حکمت کے متعلق کل ادویات ولایتی ایسنس وغیرہ سے بنے ہوئے شربتوں سے پرہیز کیجیے فہرست مفت طلب فرمائیے قریب کا ریلوے اسٹیشن کا نام ضرور تحریر فرمائیے اور رقم پیشگی محصول ادا کرنے کے لیے روانہ کیجیے

المشتہر

منیجر دواخانہ معدن الادویہ وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

معارف النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس نے [illegible] گائکی

اور

ایکسرا فن کی طرح سروں کے محفوظ رکھنے

بلکہ

ان کے [illegible] کاغذ پر لکھ لینے کے قاعدے

ایک

مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے

حصہ اول کے شائع ہو چکنے کے بعد جاننے والے جانتے ہیں کہ علم موسیقی کے [illegible] ایسی کتاب شائع نہیں ہوئی [illegible]

حصہ دوم

[illegible] حصہ دوم میں مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے۔

یعنے

تان سین کے وقت سے زمانہ حال تک صدہا استادان فن کی گائکی ان کے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری مصنفہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔

استاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دھرپد اور ہوریاں جو اس کتاب میں ان سے نقل کی گئی ہیں۔ لطف یہ کہ اگر آپ سرگم ادا کرنے میں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائی کتاب میں کر دیے گئے ہیں اسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ استاد تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں اس کے علاوہ دیگر مشاہیر کا سوانح نادر بھی آپ کو اس کتاب میں ملے گا فی الحقیقت مصنف نے ہزاروں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لے کے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔

قیمت حصہ دوم پانچ روپیہ مقرر کی جاتی ہے حصہ اول کی [illegible] فی جلد۔ محصول ڈاک ہر حال بذمہ خریدار

المشتہر۔ منیجر اودھ پنچ لکھنؤ